نوحہ

378

جو عزادار ہے جو عزادار ہے
کوئی بوذرؑ ہے کوئی میثمِ تمارؑ ہے

اہلِ دنیا اسے زہراؑ کی دعا کہتے ہیں
اُسکے مرنے کو بھی عنوانِ بقا کہتے ہیں
سو بھی جائے تو یہی لگتا ہے بیدار ہے

آہ سے اسکی پگھل جاتے ہیں پتھر کے جگر
نوحؑ نوحے پہ تو یعقوبؑ فدا رونے پر
ہر کہانی کا یہی مرکزی کردار ہے

اِسکے نعروں کی صدا جاتی ہے افلاک تلک
اِسکے قدموں کی دھمک سن کے دہلتا ہے فلک
تیغ ہے اسکی نظر ہاتھ بھی تلوار ہے

لشکرِ کفر کو کرتا ہے یہی زیر و زبر
اُسکے سینے پہ ہی سجتا ہے نشانِ حیدر
موت سے لڑکے جو جیتا ہے وہ جیدار ہے

اُس کو ملنا ہی گوارا نہیں غداروں سے
عشق ہے اُس کو فقط خلد کے سرداروں سے
وہ خدا اور محمدؐ کا وفا دار ہے

تذکرے اُس کے فرشتوں میں کئے جاتے ہیں
انبیاء اُس کی زیارت کیلئے آتے ہیں
وہ غمِ سبطِ پیمبر کا علمدار ہے

وہ کسی سے بھی کس طور نہیں لیتا مدد
اپنے ہاتھوں سے ہی لکھتا ہے شفاعت کی سند
جس سے مجبوریاں ڈرتی ہیں وہ مختار ہے

اُسکے افلاس پہ حیران جہاں والے ہیں
اُس نے غربت کے معانی ہی بدل ڈالے ہیں
خاک پر بیٹھا ہے جنت کا خریدار ہے

فاطمہؑ اُس کی شفاعت کیلئے آئیں گی
خود اُسے پیار سے وہ خلد میں لے جائیں گی
جو نبی زادی کے انعام کا حقدار ہے

کیا عزادار کی عظمت ہو بیاں اے گوہرؔ
کوئی اس جیسا زمانے میں کہاں اے گوہرؔ
شہؑ کا نوکر ہے زمانے کا وہ سردار ہے